مدینہ کی شہری ریاست کے اِبلاغی خدوخال

Communication features of civic state of Madina

ڈاکٹر محمد ریاض (1)

Abstract

Medina is considered as foremost base for the orchestration of Islamic state. It was the state where Islam grew up and successfully approached to neighboring countries. Being a Muslim, It is true believe that all sort of deeds related to living standard were performed in known as Islamic State. It includes the way of ruling, war and military codes, the political tides, hair-splitting of economics, religion and society. Considering Medina as classic society, relatively the main task was carried out which known as "Preaching", "Communication" or "Publication". The society of Medina used to enjoy all sort of communications such as:

Verbal: Radia and TV is alike of it. Whereas, sermons, mutual negotiation and general assembly speeches fall under this example.

Functional: The picture of practical precedent of Hazrat Muhammad (ﷺ) and among his followers can be observed in today's news and talk-shows.

Speeches: All course of actions which were held during the ruler of Islamic State (Muhammad ﷺ), the listeners of today's world can be put in this category.

The above examples are equivalent to the presently mediated communication. The research study investigates the media being practice in the Medina city.

مدینہ مسلمانوں کے ریاستی عمل کا اولین منبع ہے۔ یہاں پر اسلام پھلا پھولا اور دیگر ممالک تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ بطور مسلمان ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلامی ریاست سے معروف اس شہر میں زندگی کے تمام تر طور طریقے انجام دیئے گئے۔ من جملہ طرزِ حکمرانی کے اصول، جنگی ودفاعی رُموز، سیاسی مدوجزر، اقتصادیات ومعاشیات کی باریکیاں، مذہب وسماج کی نشاندہی جیسے اُمور اس شہری ریاست کی خاص نشانیاں ہیں۔ بطور نمونہ اس شہری ریاست میں ایک اور اہم کام انجام دیا جاتا تھا

(1) استاذ شعبہ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

جس کو ہم شرعی اور عرفی اصطلاح میں تبلیغ، ابلاغ اور ابلاغیات کا نام دیتے ہیں۔ مدینہ کی شہری ریاست میں ابلاغیات کی تمام اقسام ہمیں نظر آتی ہیں جیسا کہ

(۱) قولی: ریڈیو، ٹی وی کے ہم مثل، جبکہ خطبات، باہمی گفت وشنید اور مجمع عام کی تقاریر وغیرہ بھی اس نوع کی مثالیں ہیں۔

(۲) فعلی: پیغمبر اسلام ﷺ اور آپ کے ساتھیوں کے عملی نظائر جس کی شبیہ آج کی دنیا میں خبریں اور پروگرام پیش کرنے والے حضرات میں دیکھی جاسکتی ہے۔

(۳) تقریری: وہ تمام تر اُمور جو اسلامی ریاست کے سربراہ (پیغمبر اسلام ﷺ) کے سامنے انجام دیئے گئے، آج کی دُنیا میں سامعین کو اس نوع میں شامل کیا جاسکتا ہے۔

جیسی قسموں کو آج کے میڈیائی ماحول سے مطابقت پیدا کرتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ اُس وقت کی شہری ریاست میں ابلاغیات کے تمام تر نمونے موجود تھے۔ زیرِ نظر مقالہ میں مدینہ کی شہری ریاست میں رائج ابلاغی خدوخال کی ایک جھلک پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

کلیدی الفاظ:

مدینہ، شہری ریاست، ابلاغ، خدوخال، مذہب وسماج، ابلاغیات

تاریخاسلامکاایکطالبعلماساتسے بخوبیواقفہے کہمدینہ کی شہری

ریاستمیں تحریر وتقریر سے لے کر عملیابلاغیاتسے استفادہکرنے کیپوریکیفیتموجود تھی۔ مختصر سیمدتمیں ریاستیابلاغکامنفرد اور

مثالینظموضبطکامظاہرہہوا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کیذاتیزندگیسے لے کر مدینہکے ایکعامآدمی (　　　　مسلمان)

تکابلاغیاتکاتسلسلاجتماعیاور انفرادیسطحپرہرجگہجانظر آتا ہے۔

بیعتاولیٰ عقبیٰجیسے سماجیمعاہداتکے بعد پیغمبر اسلام ﷺ نے جسشخصکو اپنانائب، معلّماور مبلغبناکریثرب (　　　　مدینہ)

بھیجاوہحضر تمصعببنعمیر تھے۔　　　　جبکہانکے نائبکے طور پر حضرتابنامممکتومکانامآتا ہے۔(۱)　　　　اندونوں

حضراتکامقصد، ہدفاورذمہدارلوگوں کو اسلامکیتعلیماتسے روشناکراناور وحیالٰہی (　　　　قرآنمجید)

کیجزئیاتجوانہیں پیغمبر اسلام ﷺ کیطرفسے دیجاتیتھیں، کیتفسیر، تشریحوترسیلتھا۔

بنیادیطور پر مصعببنعمیراورابنمکتوماسلامیریاستکے اولینمبلغبھیہیں، صحافیبھیہیںاور نامہنگار بھیہیں۔

صحافیاورنامہنگاراسلئےہیں کہیہدونوں حضراتمدینہکیتماممتبلیغیمصروفیاتسے پیغمبر اسلام ﷺ کو وقتاًفوقتاًمطلعکرتے رہتے تھے۔ تحریریابلاغکاواضحثبوتانکے خطوطجوانہوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کے نام لکھے تھے، سے عاملتا ہے۔

جبکہ تقریری ابلاغ کی مثال اجتماعات میں ان کے خطبات تھے۔ گویا اسلامی ریاست کی تشکیل سے قبل ہی مدینہ کی حدود میں ابلاغیات کا رواج عام ہو چکا تھا۔

تحریری ابلاغ کا دائرہ کار اگرچہ فرد سے فرد تک ہی محدود تھا لیکن اس کی افادیت وسیع تر معنوں میں بیان کی جا سکتی ہے۔

جبکہ اس کے مقابلے میں تقریری ابلاغ کی وسعت اور افادیت بالکل نمایاں تھی۔ یہ تقریری ابلاغ کا ہی اثر تھا کہ اتنی سے کم مختصر عرصے میں مدینہ کی اکثریت اسلامی ریاست کی تشکیل کی جانب عمل کی تبلیغ پیغمبر اسلام ﷺ کی آمد کے بعد نمودار ہو نی تھی۔

علامہ شبلی نعمانی نے لکھا ہے کہ "دو گھرانوں کے سوا باقی تمام گھرانوں نے اسلام قبول کیا۔" (۲) البتہ یہ بات محل نظر ہو سکتی ہے کیونکہ اوس و خزرج جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا، کے علاوہ مدینہ میں یہودیوں کی بڑی تعداد آباد تھی۔

تین مشہور قبائل بنو نضیر، بنو قریظہ اور بنو قینقاع کے علاوہ درجن کے قریب دیگر یہودی قبائل بھی آباد تھے۔ (۳) یہ مسلّمہ بات ہے کہ یہودیوں کی اکثریت اسلام کی طرف مائل نہیں ہوئی۔ اسلئے یہ قرار دینا کہ اسلام کے اولین مبلغین کی بھرپور محنت کے نتیجے میں پورا کا پورا مدینہ اسلام لا چکا تھا، مقامی یہودیوں کے وجود کو نظر انداز کرنے کے مترادف ہوگا۔ یہاں یہ بھی قابل غور ہے کہ حضرت مصعب بن عمیر اور ابن اُم مکتوم کی ابلاغی خدمات محض مقامی تھی۔ انکا رویہ اختصاصی نہ تھا۔ اوس و خزرج کے قبولِ اسلام کے نتیجے میں قائم ہونے والے تعلقات ان کی تبلیغ یا ابلاغی تکمیل میں فیصلہ کن حیثیت رکھتے تھے۔

لہٰذا ان دونوں قبائل کی طرف سے فراہم کردہ اخلاقی و مالی معاونت کا تقاضا تھا کہ ابلاغیات کا دائرہ کار بڑھایا جائے اور مدینہ کے ہر فرد تک اسلامی تعلیمات پہنچائی جائے۔ انہوں نے تحریر و تقریر ہر دو صورتوں کو بروئے کار لایا۔

فرد سے اجتماعیت کا نکتہ تبلیغ تسلسل جاری و ساری رہیں۔ چند افراد کے سوا یہودیوں کی طرف سے اسلام قبول نہ کرنے کی حقیقت پنہاں تھی۔ جبکہ اسلامی ریاست کے اولین مبلغوں نے اپنی ذمہ داری نبھانے کی بھرپور کوشش کی۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد ابلاغی اداروں میں وسعت آگئی۔ تحریر و تقریر، تعلیم و تعلّم، وعظ و نصیحت جیسے اُمور فرض کی حد تک انجام دیئے جانے لگے۔

چونکہ تحریر و تقریر کا رواج پیغمبر اسلام ﷺ کی آمد سے قبل ہی ہو چکا تھا اسلئے اس عصر میں مزید جدت پیدا کی گئی۔

جبکہ تقریری ابلاغ کا زیادہ تر رواج نماز جمعہ کے خطبات، یومیہ نمازوں سے قبل یا اختتام پر ہونے لگا۔

خاص طور پر پیغمبر اسلام ﷺ سے مسائل کے استفتا آتا اور پھر ان کے جوابات، عملی و قولی ابلاغیات کے بھرپور مظاہر ہیں۔ مجموعی طور پر مدینہ کی شہری ریاست میں درج ذیل ابلاغی عناصر موجود تھے:

- ❶ تحریری ابلاغ (مطبوعہ صحافت)
- ❷ تقریری اِبلاغ (برقیاتی ابلاغ کے مثل)
- ❸ عملی و کرداری اِبلاغ (مشاہداتی ابلاغ)

اسلامی ریاست میں تحریری ابلاغیات کا اولین نمونہ ان خطوط کو قرار دیا جا سکتا ہے جو حضرت مصعب بن عمیر اور حضرت ام مکتوم نے بطور مبلغ پیغمبر اسلام ﷺ کو لکھے تھے۔ ان خطوط میں انہوں نے اپنی تبلیغی مصروفیات سے پیغمبر اسلام ﷺ کو آگاہ کیا تھا۔ پیغمبر اسلام ﷺ کی مدینہ آمد کے بعد تحریری ابلاغیات کا دوسرا بڑا نمونہ میثاق مدینہ کی دستاویز ہے۔ یہ دستاویز (اخبار) مدینہ کے یہودی، مشرکین اور مسلمانوں کے درمیان معاہدے کی صورت میں ترتیب پائی۔ اس دستاویز میں بھی ابلاغی کیفیات اور دین اسلام کے تیز ترین پھیلاؤ کا پورا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ (۴) میثاق مدینہ کو "الکتاب" اور "الصحیفہ" بھی کہا جاتا ہے۔ (۵)

صلح حدیبیہ میں بھی پیغمبر اسلام ﷺ کی طرف سے تحریری ابلاغ کی واضح مثال نظر آئی۔ اگرچہ اس معاہدے کا تعلق مسلمانوں اور مشرکین مکہ سے تھا تاہم اس کی تحریر مسلمانوں (علی) نے کی اور معاہدے میں نمایاں طور پر پیغمبر اسلام ﷺ کا تذکرہ کیا گیا۔ (۶) مقدماتی طور پر صلح حدیبیہ کے دوران باہمی بات چیت کے کئی دور ہوئے۔ قریش مسلسل اس بات پر بضد تھے کہ پیغمبر اسلام ﷺ اس سال چلے جائیں اور اگلے سال حج کے لئے آئیں۔ ان کی طرف سے اولین نمائندہ جو پیغمبر اسلام ﷺ سے گفتگو و شنید کرنے آیا وہ عروہ بن مسعود الثقفی تھا۔ پیغمبر اسلام ﷺ سے بات چیت کرنے کے بعد واپس قریش کی طرف لوٹا اور مشاہدہ کیے ہوئے واقعات کی رپورٹنگ یوں کی:

"ای قوم، والله لقد وفدت علی الملوك، ووفدت علی قیصر و کسر و النجاشی، والله ان رایت ملیکا قط یعظمه اصحابه ما یعظم اصحاب محمد" (۷)

اے میری قوم! میں نے بادشاہوں کے دربار دیکھے ہیں، میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے درباروں میں بھی گیا ہوں، لیکن خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے ایسا بادشاہ (حکمران) نہیں دیکھا جس کے ساتھی اس کی اتنی زیادہ عزت کرتے ہوں جتنی محمد (ﷺ) کے ساتھی ان کی عزت کرتے ہیں۔

صلح حدیبیہ کے بعد اسلامی ریاست کی تبلیغی حیثیت ایک نئے انداز میں داخل ہو گئی۔ ریاست کے سربراہ نے پہلی بار اسلام کو عالمی سطح پر متعارف کرانے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلے میں جب ابلاغی منہج کو بروئے کار لایا گیا وہ تحریری ابلاغ تھا۔ تبلیغی مہم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے ایک ہی دن میں مختلف ریاستوں کے سربراہوں شاہ حبشہ، قیصر روم، کسریٰ (خسرو) پرویز، شاہ مصر، شاہ بلقاء اور شاہ یمامہ کے نام چھ خطوط لکھے۔ (۸)

عمومی طور پر یہ بیان کیا جاتا ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے دنیا کے اہل اقتدار کی طرف خطوط بھیجنے کا سلسلہ صلح حدیبیہ کے بعد شروع کیا تاہم یہ بات تحقیق طلب ہے۔ اکثر مورخین نے ذکر کیا ہے کہ ہجرت حبشہ کے وقت پیغمبر اسلام ﷺ نے حضرت جعفر بن ابی طالب کے ہاتھ بادشاہ حبشہ کے نا

مایکخطبھیر واہکیا تھا۔ اسخطکے مندرجاتاور طرزِ اسلوبپاکلا نہیخطوطکیطرحہے جو آپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے صلحِ حدیبیہکے بعد مختلفبادشاہوں کو لکھے تھے۔ دونوںادوار کے خطوطمیں یکسانیتاسباتکینشاندہیکرتیہے کہآپ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے تبلیغیخطوط بھیجنے کا سلسلہنبوتکے آغازمیں ہیکیا تھا۔ حبشہکے بادشاہنجاشیکو بھیجے گئے خطکے مندرجاتیہتھے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی النجاشی الأصحم صاحب الحبشة سلام عليك، انی احمد اليك الله الملك القدوس المومن المهيمن، و اشهد ان عيسى بن مريم روح الله و كلمته ألقاها الى مريم البتول الطيبة الحصينة، فحملت بعيسى، فخلقه من روحه و نفخه كما خلق آدم بيده و نفخه فيه، و انی أدعوك الى الله وحده لا شريك له، والموالاة على طاعته، وان تتبعني و تؤمن بي و بالذی جاءنی فانی رسول الله قد بعثت اليكم ابن عمی جعفر بن أبي طالب، معه نفر من المسلمين، فاذا جاؤوك فأقرهم و دع التجبر فانی أدعوك و جيرتك الى الله تعالیٰ، و قد بلغت و نصحت، فاقبلوا نصيحتی و السلام على من اتبع الهدى (۹)

شروعاللہکے نامسے جو رحمٰناور رحیمہے: یہخطمحمدرسولاللہ (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کیطرفسے حبشہکے بادشاہنجاشیالاصحمکے نامہے۔

اللہآپکو سلامترکھے، میں خدا بزرگو برترکیحمدادا کرتاہوں جسکے سوا کوئیمعبودنہیں جو قدوساور سلامہے، امن دینے والا محافظونگرانہے۔ میں شہادتدیتاہوں کہاللہنے عیسیٰ روحاللہاور اپنے کلامکو اسکیطیبہوطاہرہوالدہکے جسممیں اتارا تھا۔

حضرتمریمخدا کے حکمسے اسیطرححاملہہوئیتھیں جیسے اللہتعالیٰنے حضرتآدمکو بغیرانکے جوڑے کے پیدا کیا تھا۔

میں تمہیں اللہکیطرفبلاتاہوں جسکا کوئیشریکنہیں اور اسکیاطاعتکیدعوتدیتاہوں۔

اگر تممیریاتمانتے ہو تو مجھے اللہکا نبیبھیمانو اور خدا کے اتباعپر آمادہہو جاؤ۔

میرا چچازاد جعفربنابیطالبمسلمانوں کیایکجماعتکے ہمراہآپکیپناہمیں آیا ہوا ہے۔

امید ہے تمانکیاورانکے ہمراہیوں کیپذیرائیحسبِ دلخواہکرو گے اور اپنیقومکو خدا کیپیرویکا حکمدو گے۔

جمیرا پیغاماور میرینصیحتتمہیں پہنچے تو تماسے قبولکرو، جسنے اللہتعالیٰکیاطاعتکیاسپر سلامہو۔

الفاظکے معمولیفرقکے ساتھدیگر خطوطمیں بھییہیمضموننظر آتا ہے۔ البتہسطوربالا میں درجکئے گئے خطمیں خدا کیوحدانیتکے علاوہ ہجرتحبشہکرنے والے مسلمانوں کیحفاظتکو یقینبنانے کیتاکیدنظر آتیہے۔

عمومی طور پر ان خطوط میں اسلام قبول کرنے کی صورت میں بشارتوں کا تذکرہ ہے جبکہ اس کی مخالفت کو امر الٰہی کی مخالفت قرار دیا گیا ہے۔

اپنی رسالت کا بھی پیغمبر اسلام ﷺ نے تقریباً ہر خط میں ذکر کیا ہے۔

ابن جوزی کے نزدیک کم و بیش چھ دہ قاصدوں نے پیغمبر اسلام ﷺ کے خطوط مطلوبہ ریاستوں کے سربراہوں تک پہنچائے۔(۱۰)

ابن خیاط (متوفی ۲۴۰ھ) نے ان قاصدوں کی تعداد ۱۲ لکھی ہے جن کے نام درج ذیل ہیں:

① حضرت عثمان بن عفان کو حدیبیہ کے سال مکہ کے باشندوں کے پاس

② حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو ایک تحفہ کے ساتھ مکہ، ابو سفیان بن حرب کے پاس

③ حضرت عروۃ بن مسعود ثقفی کو طائف، اپنے خاندان کے پاس

④ حضرت جریر بن عبد اللہ کو یمن، ذی کلاع اور ذی رعین کے پاس

⑤ حضرت وبر بن یحنس کو یمن میں ایرانی سرداروں کے پاس

⑥ حضرت حبیب بن زید بن عاصم کو مسیلمہ کذاب کے پاس جو مسیلمہ کے ہاتھوں قتل ہوا

⑦ حضرت سلیط بن سلیط کو یمامہ کے باشندوں کے پاس

⑧ حضرت عبد اللہ بن حذافہ سہمی کو بادشاہ ایران کسریٰ کے پاس

⑨ حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی کو قیصر، روم کے بادشاہ کے پاس

⑩ حضرت شجاع بن ابی وہب اسدی کو، حارث بن ابی شمر غسانی یا جبلۃ بن ایہم کے پاس

⑪ حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو مقوقس، اسکندریہ کے حکمران کے پاس

⑫ حضرت عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی حبشہ کے پاس(۱۱)

پیغمبر اسلام ﷺ کے ان قاصدوں کو جدید ابلاغی زبان کی رو سے رپورٹرز (مبلغ)

کہنا اس لئے مضائقہ نہیں ہے کہ یہ حضرات خطوط کی ترسیل کے ساتھ متعلقہ سربراہ ریاست کے سامنے اوامر و نواہی کے فرائض بھی انجام دیتے تھے۔ گویا یہ خطوط اور قاصد پیغمبر اسلام ﷺ کے حالات سے متعلق خبر اور مخبر (خبر دینے والا) تھے۔ خطوط کے آغاز میں محمد (ﷺ) کے ساتھ رسول اللہ کا لاحقہ اس بات کی وضاحت تھی کہ یہ خط ایک ایسے شخص کی طرف سے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین ہو چکا ہے۔

بعد ازاں خطوط کے مندرجات اسلام کی بزرگی، نجات اور بشارت جیسے پر کیف الفاظ سے مزین ہوتے تھے اور اس بات کو ظاہر کرتے تھے کہ موجودہ دنیا کے علاوہ ایک دوسری دنیا کا وجود بھی ہے جس کی خبر بذریعہ جبرائیل پیغمبر اسلام ﷺ کو ملی ہے اور اب یہ خبر بادشاہان عالم تک پہنچائی جا رہی ہے۔ خبر کی تصدیق کی صورت میں نجات کی وعید تھی اور انکار کی صورت میں تمام تر ذمہ داری خود بادشاہ پر رکھی گئی تھی کہ وہ اپنا انجام خود بھگتے گا۔

خطوط کا لہجہ ایک طرف زمیکا پر تو تھا تو دوسری طرف اسباتکی بھی نشاندہی کی گئی تھی کہ سخطکے مندرجات کو قبول کرنے کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ نہیں ۔ اسلامی ریاست کی یہ ابلاغی صنف اگرچہ تحریری تھی تاہم اسکے پیشکار (قاصد) تقریری ابلاغ کے حامل افراد تھے۔

اسلامی ریاست میں تحریری ابلاغ (مطبوعہ صحافت) کے مبتدئین مندرجہ ذیل افراد شمار کئے جاتے ہیں:

حضرات ابو بکر بن قحافہ، عمر بن خطاب، عثمان بن عفان، علی بن ابی طالب، زبیر بن عوام، عامر بن فہیرہ، عمرو بن عاص، ابی بن کعب، عبد اللہ بن ارقم، ثابت بن قیس، حنظلہ بن ربیع، مغیرہ بن شعبہ، عبد اللہ بن رواحہ، خالد بن ولید، خالد بن سعید بن عاص، معاویہ بن ابو سفیان، زید بن ثابت (۱۲) یہ تو وہ لوگ تھے جو پیغمبر اسلام ﷺ کے حکم سے کتابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔

جبکہ پیغمبر اسلام ﷺ نے خود بھی اسلامی ریاست کے ایک اہم عنصر تحریری ابلاغ کے فروغ میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔

جیسا کہ سابقہ تحقیق سے ثابت ہے کہ آپ نے مختلف اوقات میں مختلف معاملات کے حوالے سے تحریری ابلاغ کے نمونے پیش کئے ہیں۔ اسلامی ریاست کی فلاح و بہبود کے لئے ضروری اموال (صدقات)

کی وصولی کے لئے آپ ﷺ کی تحریرات، ریاست کے غریب و نادار افراد کی کفالت کے لئے ضروری ٹیکس (زکوٰۃ)

کی وصولی کی تحریریں، اہل یمن اور قبیلہ ہزیر کے نام لکھے گئے قطعات جو خالصتاً اسلامی احکامات کی توضیح و تشریح جیسے امور پر مشتمل تھے، پیغمبر اسلام ﷺ نے خود تحریر کئے اور اپنے ہاتھوں سے ایک ابلاغی عنصر کو پروان چڑھایا۔ (۱۳)

تقریری ابلاغیات کے نمونے بھی اسلامی ریاست میں بکثرت نظر آتے ہیں۔

نماز جمعہ کے خطبات، یومیہ نمازوں کے اختتام پر سوال و جواب کا دور، غزوات اور سریہ کے طرف لشکر کی روانگی سے قبل وعظ و نصیحت اور ہدایت پر مبنی تقاریر، تعلیم و تربیت کے سلسلے میں وضع کردہ نظام، جس میں اسلامی ریاست کے ایک فرد کو اس بات کا پابند کر دیا گیا کہ وہ یا تو عالم (جاننے والا) بنے یا متعلّم (علم کی جستجو کرنے والا)

(۱۴) عالم اور متعلم کی تنظیم میں ان کو متعین کرنے کے بعد یہ وضاحت سامنے آئی کہ عالم کی ذمہ داری تعلیم و تربیت کی تھی اور متعلّم کی ذمہ داری تعلیم و تربیت کی طرف ملتفت ہونے کی تھی۔ دوسرے لفظوں میں عالم ابلاغی اداروں کا سا فریضہ انجام دیتا تھا جبکہ متعلّم سامعین اور ناظرین کی ضرورت کو پورا کرتا تھا۔ یوں ریاست میں دو رویہ مُبلّغ اور مُبلَّغ دونوں کیٹیگری کی موجودگی تھی۔

عام طور پر پیغمبر اسلام ﷺ کے خطبات وعظ و ارشاد، اعمال صالحہ کی ترغیب، حلال و حرام کی تشریح اور اوامر و نواہی کے بیانات پر مشتمل تھے جبکہ آپ ﷺ کے بعض خطبات خاص مواقع سے تعلق رکھتے تھے۔

جیسے نماز جمعہ کے خطبات، نماز عید ین کے خطبات اور غزوات کے خطبات شامل ہیں۔ پیغمبر اسلام ﷺ کے تمام خطبات میں خطبہ حجۃ الوداع کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

خطبے کے مخاطبین اگرچہ اس اجتماع میں موجود لوگ تھے لیکن اس میں بیان کردہ پیغام کا اطلاق ہر زمانے کے انسان پر کیا جا سکتا ہے۔

یہاپنے زمانے کاسبسے بڑا، کثیر الجہتاوربراہِراستملاحظہکیاجانے والاپروگرامتھااوراسنشریاتکے ناظرینوسامعینایکلاکھسے زائدافرا دتھے۔

اسلامیریاستمیںرائجابلاغیعناصرمیںسے تیسرابڑاعنصرپیغمبراسلام ﷺ کاعملاورکردار تھا۔

ریاستکے سربرا ہکیحیثیتسے آپکیذاتمرکزِ نگاہتھیاورلوگآپکے عملکوبغورجائزہلیتے تھے۔

آپکیسیرتپرلکھیگئیںکتابیںاسباتکیعلامتہیں کہپیغمبراسلام ﷺ کایہابلاغیپہلوجامعہونے کے ساتھساتھلوگوں کے لئے تقلیدینوعیتکاتھا۔زندگیکیباریکسے باریکباتبھیمشاہدہکرنے والوں سے نہچھپسکی۔

وقائعنگاروں نے پیغمبراسلام ﷺ کے ہرعملکوقلمبندکیااورجدیدابلاغیزبانمیں ہرہرپہلوکیرپورٹنگکی۔

چلتے پھرتے، کھاتے پیتے، سوتے جاگتے اوراسلامیاحکاماتکیجاآوریکرتے ہوئے پیغمبراسلام ﷺ کیزندگیایکنمونہکیسیتھی۔

یہیوجہہے کہاجبھیآپکیشخصیتبطورابلاغیرہبرزندہوجاویدہے اوراسکے پسپردہو ہسمجھتیپہلوتھاجسکیوضاحتہمنے تحریری، تقریریاور عملیابلاغکیصورتمیںکیہے۔دلچسپباتیہہے کہاسلامیریاستکیباقاعدہتنظیموترتیبکے بعداتینوں پہلوؤں کے اظہارکے لئے پیغمبراسلام ﷺ نے اسجگہکاانتخابکیاجوآجکیتاریخمیںتبلیغیآماجگاہکے طورپرجانیجاتیہے۔یعنیمسجد، یہجگہتحریریابلاغکامسکنبنی، تقریریابلاغکام سکنبنیاورعملیابلاغکامسکنبنی۔

اسباتسے انکارممکننہیں کہاسلامیریاستکے تربیتیوتبلیغیادار ہکیحیثیتسے مسجدکواولینمقاممحاصلرہا۔فیصلے یہاں ہوئے، تقریروں کامسکنمسجدبنی، سوالوجوابکاسیشنمسجدمیںہوا، پیغمبراسلام ﷺ کواحکامالٰہیبجالاتے ہوئے اسیمسجدمیںدیکھا گیا۔ مختلفوفودکیآمدمسجدمیںہوئی، مذاکراتومعاہداتکیدستاویزبھیاسیجگہقلمبندکیگئی۔

خصوصاًمسجدنبویپیغمبراسلام ﷺ کے لئے ایکامتیازیحیثیترکھتیتھیاوراسکیخصوصیتکے لئے یہباتکافیہے کہ: " والنبی یراعی أحكام الباري فيه (۱۵) اللہ کے نبینے احکامِخداوندیکیتبلیغیہیںسے شروعکی۔""مسجد، ہیکیطرحایکاورمقامریاستیسربراہکینگاہمیںبہتاہمیترکھتاتھا۔

تاریخاسلاممیںاسادارہکو " الصفہ " کے نامسے یادکیاجاتاہے۔ غریب، نادراورعیشوعشرتسے بے نیازافرادیہاں قیامکرتے تھے۔

اسادارے کیابلاغیاہمیتکئیپہلوسے اجاگرنظرآتیہے۔

مثلاًپیغمبراسلام ﷺ کاروزانہاصحابِصفہسے ملاقاتکرنااورانکوصبروتلقینکے علاوہمختلفاسلامیاحکامسے روشناسکرنا، بطورشخصیتآپکیگفتگو، اندازِتکلم، اندازِخطابتاوردیگرفردیپہلواصحابصفہکے سامنے کھلیکتابکیطرحہوتے تھے۔

دنیاومافیہاسے بے خبرانافرادکیذہنیتربیتکیذمہداریبراہِراستپیغمبراسلام ﷺ پرتھییہیوجہہے کہآپنے اپنے تعلقکومضبوطسے مض

بوطبناتے تھے۔ اس سلسلے میں اصحاب صفہ سے باخبر رہنے کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ نے باضابطہ ایک رابطہ کار مقرر کیا تھا۔ جب آپ ﷺ اصحاب صفہ میں سے کسی کو طلب فرمانا چاہتے تھے تو رابطہ کار کو اس پر مامور کرتے تھے۔(۱۶)

غزوہ خندق کے بعد اسلامی ریاست میں ابلاغ کا ایک اور طریقہ کار وضع ہوا۔ ریاست کی توسیع اور آبادی میں اضافے کے خدشے کے پیش نظر سربراہ مملکت کی طرف سے حکم ملا کہ باہر سے آنے والے افراد واپس اپنے گھروں کو لوٹ جائیں۔

اس حکم نامے میں دو مقاصد پوشیدہ تھے۔ پہلا: مدینہ کی شہری ریاست کو گنجان آباد بننے سے روکنا تھا، دوسرا: نئے مسلمانوں کا اپنے قبائل میں واپس جا کر رہنا اس لحاظ سے بھی مفید تھا کہ وہ وہاں دعوت و تبلیغ کا آغاز کر کے بیرونِ مدینہ اسلام کی اشاعت کر سکتے تھے۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ اسلام کی نشر و اشاعت کے لئے سربراہِ ریاست نے ابلاغی عناصر میں سے ہر عنصر کو بوقت ضرورت استعمال کیا۔ کسی بھی پہلو کو استعمال نہ کرنے کی کوئی مثال یا توجیہ بظاہر تاریخ میں نہیں ملتی۔

کمزور سے کمزور ابلاغی پہلو جو اس زمانے میں رائج تھا اور آج ہم جس کو غیر اسلامی کہہ کر نظر انداز کرنے کی جرأت کر سکتے ہیں، وہ پہلو شعر یا بلاغت کا تھا۔ عرب کے شعراء اس ابلاغی صنف کو ہجو یات اور عشقیات میں صرف کرتے تھے۔ لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے اس صنف کو اسلام کی ترویج و تشہیر کے لئے استعمال کیا۔

آغاز میں ہی آپ ﷺ نے جہاں ریاست کے لئے ضروری لوازمات کو پیش نظر رکھا وہی آپ ﷺ نے قریش کی زبانی کلامی پروپیگنڈہ مہم کے خلاف بھی تیاری شروع کر دی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اس محاذ کے لئے شعر و خطابت سے تعلق رکھنے والے افراد (صحابہ کرام) کو منتخب کیا۔ چنانچہ حسان بن ثابت، عبد اللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک نے اس محاذ کو پوری طرح سنبھالا اور قریش کی پروپیگنڈہ مہم کا مقابلہ کیا۔(۱۷)

اسلامی ریاست میں اظہارِ رائے کی آزادی بھی بھرپور طریقے سے دیکھی گئی۔ سمجھنے اور سوال کرنے کی بھرپور طاقت رعایا کے اندر موجزن تھی کہ بعض اوقات پیغمبر اسلام ﷺ کے بیان کردہ اقوال جو ذو معنی ہوتے تھے، کی وضاحت سوال کی صورت میں طلب کی جاتی تھی۔ بطور تمثیل ایک حدیث کا ٹکڑا بیان کرنا کافی ہو گا۔

"اپنے بھائی کی مدد کرو ظالم ہو یا مظلوم" رعایا کے پاس اظہارِ رائے کا بھرپور موقع تھا، فوراً سوال ہوا۔ مظلوم کی مدد تو ٹھیک لیکن ظالم کی مدد کیسے کریں؟ معلوم ہوتا ہے کہ ریاست کے سربراہ اپنی رعایا کو بالکل بے باک اور حق گو دیکھنا چاہتے تھے، بجائے کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے چہرے پر خفگی کے آثار ظاہر ہوں، سکون اور تفہیم بھرے انداز میں جواب دیا "ظالم کو ظلم سے روکنا ہی اس کی مدد ہے۔"(۱۸) شروعات زندگی میں ہی اسلامی ریاست کی رعایا کا مجموعی رویہ اطاعت و تسلیم کا تھا۔ وہ کسی بھی معاملے میں پیغمبر اسلام ﷺ کی اطاعت لازم سمجھتے تھے۔ ان کی آوازیں اپنے سربراہ مملکت کے سامنے ہمیشہ نیچی ہوتی تھیں۔

کبھیایسا بھیہوا کہانکیآواز پیغمبر اسلام ﷺ کیآواز سے خلافمعمولبلند ہوئی، قرآنمجید نے فوراً حکمامتناعیجاری کر دیا کہتمہاریآواز بلندنہیںہونیچاہیے۔ وہفرطِادبسے پیغمبر اسلام ﷺ پر گہرینظر نہیں ڈالسکتے تھے ۔

اسکے باوجود کسیفرمانکیوضاحتیا تشریحکے لئے سوالکرنا اظہارِ رائے کا بہترینمونہتھا۔یعنیایکطرف ریاستکے سربراہکیحد درجہتعظیمتھیتو دوسریطرف اپنے موقفکا اظہار بھیبھرپور طریقے سے ہوتا تھا۔

بنیادیطور پر مدینہ کی

شہریریاستکے ہر فرد کو تبلیغیر و شکیطرف راغبکرنے والا اصلمحرکایکتو خود پیغمبر اسلام ﷺ کیذاتتھیاور دوسرابڑااور بنیادیمحرکوحیالٰہی کیجزئیاتتھیں جنکانچوڑآجقرآنمجید کیصورتمیں ہمارے درمیانموجود ہے۔

مبادیاتکیحیثیتسے قرآناور پیغمبر اسلام ﷺ کا یہتحریکیعملنہصرفاسلامکیتشہیر و ترویجکا باعثبنا بلکہاسسلسلکو برقرار رکھنے کے لئے ابلاغکیسارااستہبھیمتعینکر گیا۔ عصر حاضر کیاسلامیریاستیں بھیابلاغیاتکیترتیبو تدوینکے سلسلے میں انہیدو مبادیاتکیمحتاجہیں۔

حوالہ وحواشی

(۱) البلاذری، احمد بنیحییٰ، انسابالاشراف، ج۱، دارالمعارفبمکہ، سن، ص:۲۵۷

(۲) نعمانی، علامہشبلی، سیر تالنبیؐ، ج۲، آر زیڈپیکجز، لاہور، ۱۴۰۸ھ، ص:۱۷

(۳) السمہودی، نورالدینعلیبناحمد، وفاءالوفاءباخباردارالمصطفیٰ، ج۱، دارالکتبالعلمیۃبیروت، ۱۹۷۱ء، ص:۱۳۲

(۴) ابنہشام، لابیمحمد عبدالمالک، سیر ۃالنبی، ج۲، دارُالصحابہللتراث، بطنطا، ۱۴۱۶ھمطابق ۱۹۹۵ء، ص:۱۲۶، ۱۲۹

(۵) العمری، ڈاکٹراکرمضیاء، المجتمع المدنی فی عھد النبوۃ ، الملکۃ العربیہ السعودیہ ، الجامعۃ الاسلامیہ بالمدینۃ المنورۃ، ۱۴۰۳ھمطابق ۱۹۸۳ء، ص:۱۰۷

(۶) ابنہمام، ابیبکرعبدالرزاقالصنعانی، المصنف، ج۵، المکتبالاسلامی، بیروت، ۱۳۹۰ھمطابق ۱۹۷۰ء ص:۳۴۳

(۷) العسقلانی، احمدبنعلیبنحجر، فتحالباریبشرحصحیحالبخاری، ج۵، باب: الشروطفیالجہاد، حدیث : ۲۷۳۱- ۲۷۳۲ ، دارالمعرفۃ، بیروت، ۱۳۷۹ھ، ص:۳۳۰

(۸) الجوزیہ، ابیعبداللہشمسالدینمحمدبنابیبکر، زادالمعادفیھدیخیرالعباد، ج۱، (مترجم: عبدالرزاقملیحآبادی)، مکتبہمحمدیہ، لاہور، ۲۰۱۱ء، ص:۸۵ تا۸۷

(۹) ابنکثیر، حافظابوالفداعمادالدیندمشقی، البدایہوالنہایہ، ج ۳، داراحیاءالتراثالعربی، ۱۹۸۸ء، ص:۱۰۴

(۱۰) ابن جوزی، زادالمعادفی ھد خیر العباد، محولہ بالا، ص:۸۸

(۱۱) العصفری، ابیعمروخلیفۃبنخیاطشباب، کتابالطبقات، مطبعۃالعانیبغداد، ۱۳۸۷ھمطابق ۱۹۶۷ء، ص:۳۱۲

(۱۲) الجوزیہ، ابیعبداللہشمسالدینمحمدبنابیبکر، زادالمعادفیھدیخیر العباد، محولہبالا، ص:۸۵

(۱۳) ایضاً

(۱۴) "الناس رجلان: عالم و متعلّم هما فی الاجر سواءٌ ولا خیر فیما بینهما من الناس"

← الھیثمی، حافظنورالدینعلیبنابیبکر، مجمعالزوائدومنبعالفوائد، ج۲، رقم:۴۹۸، دارالماموناللتراث، بیروت، ۱۴۱۱ھمطابق ۱۹۹۱ء ص:۲۳۷

(۱۵) ابیالحسنبنعلیالمسعودی، مروجالذھبومعادنالجوھر، ج۲، المکتبۃالعصریۃ، بیروت، ۲۰۰۵ء، ص:۲۲۰

(۱۶) شافعی، ابونعیماحمدبنعبداللہاصفہانی، حلیۃ الاولیاء، حصہاول، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۶ء، ص۲۹۸ تا ۳۰۶

(۱۷) الراشدی، مولانازاہد، جہاد کامفہوماور دور حاضر میں اسکے تقاضے، ماہنامہمحدث، ج۳۴، شمارہ۶، مجلسالتحقیقالاسلامی، لاہور، جون ۲۰۰۲ء، ص:۶۷، ۶۸

(۱۸) "انصر أخاك ظالما أو مظلوما قالوا یارسول اللہ ھذا ننصرہ مظلوما فکیف ننصرہ ظالما قال تأخذ فوق یدیہ" اپنے ظالمیا مظلومبھائیکیمدد کرو، لوگوں نے عرضکیا یارسولاللہمظلومکیمدد کرناتو سمجھمیں آتا ہے لیکنظالمکیکسطرحمدد کریں؟ آپنے فرمایا: اسکاہاتھپکڑو (یعنیاسکو ظلمسے روکو) بحوالہ:

- ابوعبداللہمحمدبناسماعیلبخاری، صحیحبخاری، ج۴، (مترجم: مولانامحمد داؤدراز)، مرکزیجمعیتاہلحدیثہند، ۲۰۰۴ء، حدیث: ۲۲۷۴،
- احمدبنحنبل، المسند، جلدہفتم، (مترجم: مولانامحمد ظفراقبال)، مکتبہرحمانیہ، لاہور، سن، حدیث: ۱۱۹۷۱، ص: ۲۹۸